فضائلِ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ عنہا

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

اما بعد! اَہلِ بَیت کرام کے اِعزاز و اکرام کا کیا کہنا جبکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اُن کیلئے وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا[1] کا اعلان فرمایا ہے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرمایا: قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِي ٱلْقُرْبَىٰ[2] کا حکم فرمایا ہے پھر وہ کونسا غدار اُمّتی ہو گا جو اَہلِ بَیت کرام کی عظمت و تکریم سے جی چرائیگا۔ جبکہ اِن ارشادات کے علاوہ خود حضور پُر نور ﷺ نے اَہلِ بَیت کے بارے میں فرمایا ہے:

أَلَا إِنَّ مِثْلَ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ مِثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هلك[3] (مشکوۃ شریف ص ۸۷۳)

ترجمہ: سُن لو! میری اَہلِ بَیت تم میں سفینۂ نوح کی مثل ہے جو اُس پر سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہا ہلاک ہو گیا۔

اِسی لئے جو بھی مسلمان کہلوانے والا اپنی نجات کا خواہشمند ہو گا وہ ضرور اَہلِ بَیت کرام سے عقیدت و محبت اپنے اوپر لازم اور ضروری سمجھے گا ورنہ ہم تو بارہا کہہ چکے: تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اَہلِ بَیت

یہی وجہ ہے کہ اَہلِ بَیت کے کسی فَرد کے بارے میں بھی کوئی کوتاہی ہوتی تو رحمۃ اللعالمین، نبی کریم ﷺ کی آتشِ غَضب (غصہ کی آگ) جوش میں آجاتی۔ چند حوالہ جات و حکایات ملاحظہ ہوں:

اقرباء سے پیار: حضور سرورِ کونَین ﷺ کی رحمۃ اللعالمین کی صِفت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن یہی رحمۃ اللعالمین شفیقِ کائنات ﷺ کے سامنے جب کسی عزیز رشتہ دار کے متعلق توہین و بے ادبی کا معاملہ پیش ہوتا ہے تو غضبِ الٰہی و قہرِ ایزدی کا جوش رکنے کو نہیں آتا چند نَمونے (مثالیں) ملاحظہ ہوں:

حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ کچھ قریش کے لوگ صفیہ بنت عبد المطلب کے گھر میں جمع ہو کر فخر اظہار کرنے اور اَہلِ بَیت کی باتیں کرنے لگے اُس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم میں رسول اللہ ﷺ بھی تو تشریف لائیں۔ یہ سُن کر اُنہوں نے (بدگوئی کے انداز میں کہا) بنجر زمین سے کھجور یا کوئی درخت نمودار ہو گیا ہے پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اُس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ جلال میں آگئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو جمع کریں پھر آپ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: اے لوگو میں کون ہوں؟ سب نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں پھر فرمایا میرا نسب بیان کرو۔ سب نے کہا: آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں۔ آپ نے فرمایا: اُس قوم کا کیا حال ہے جو میرے خاندان کی تنقیص و تحقیر (عیب بیان) کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں اُن سے نسب میں افضل اور مرتبہ و مقام میں اعلیٰ ہوں۔

---

[1] الاحزاب:33 **ترجمہ:** اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کر دے
[2] الشوري:۲۳
[3] مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب اهل بيت، الفصل الثالث، ۱۷٤۲/۳، الحديث: ٦۱۸۳، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸٥م

فائدہ: اِس حدیث شریف سے اَہلِ فہم پر روشن ہو گیا کہ بنجر زمین کہنے سے حضور سرورِ عالم ﷺ نے رنج (غم) کا اظہار فرمایا تو اُس کا کیا حال ہو گا جو آپ کے والدینِ کریمین کو کافر اور جہنّمی گردانتا (مانتا) ہے؟

☆ سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے جب ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضور سرورِ کائنات، شفیعِ معظم ﷺ سے اُنہیں فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں اُسے حرام قرار نہیں دیتا جسے اللہ نے حلال کیا ہے۔

لیکن خدا کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور دشمن (ابو جہل) کی بیٹی ایک شخص کیساتھ نکاح میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ اِسی سے عُلماءِ کرام نے کہا ہے کہ جائز فعل جس سے حضور سرورِ کونین ﷺ کو ایذاء (تکلیف) پہنچتی ہو اُس کا اِرتکاب حرام ہے اور یہاں ایمان و کفر کی بات ہے کہ آپ کے اَبوَین (والدین) کریمین کو کافر اور جہنّمی کہنا معمولی بات نہیں۔ [(4)]

حکایت: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ابو لہب کی لڑکی صبیحہ (مسلمان ہو گئی تھیں) نے حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: لوگ مجھے کہتے ہیں تو دوزخ کے ایندھن کی بیٹی ہے۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: جو لوگ مجھے رشتہ داروں کے بارے میں ایذاء (تکلیف) دیتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو مجھے ایذاء پہنچاتے ہیں وہ در حقیقت اللہ کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔ [(5)]

(رواہ ابن مندہ مواہب الدینہ مع زرقانی، ج ا ص ۱۸۷)

دعوت غور وفکر: ابو لہب کے دوزخی ہونے میں شک کی گنجائش نہیں اِس لئے کہ بحکم قرآن وہ قطعی (یقیناً) دوزخی ہے آپ اُس کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ صبیحہ کی وجہ سے اور اُس کا تعلق قرابت بعیدی ہے یعنی عمزاد (چچازاد) ہے اور اَہلِ بَیت بالخصوص آل اور یہ نہ صرف رشتہ دار بلکہ ذاتِ رسول ﷺ کے جگر گوشے وہاں ایک معمولی طعن وہ بھی بالواسطہ اور جائز اور صحیح جو نبوّت کو برداشت نہ ہو اور یہاں بلاواسطہ طعن بلکہ نیش زَنی (کاٹ دار بات) ہوتی ہے اُس کی برداشت کیسی؟ ہاں فرق اتنا ہے وہاں طعنہ زَنوں کو بالمشافہ آگاہ فرمایا، یہاں فرمانے کے بعد معلوم ہو گا لیکن قرآن مجید بار بار آگاہ فرماتا ہے:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا [(6)] (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: بیشک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کیلئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

---

[4] صحيح البخاري، ٦٢ كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب: باب ذكر أصهار النبي صلى الله عليه وسلم، منهم أبو العاص بن الربيع، ٥/٢٢، الحديث: ٣٧٢٩، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

[5] شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، باب: ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، ١/٣٤٨، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٦م

[6] الاحزاب:٥٧

سیّدہ فاطمۃ الزھرا: مذکورہ بالا بیان میں حضور سیّدِ عالم ﷺ کے عام اَقرباء کی یہ کیفیت ہے تو اَہلِ بیت کی سب سے بڑی معزّزہ ومکرمہ سیّدہ فاطمۃالزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اسلئے دوسرے اَقرباء کو دور یا قریب کی ایک نسبت یا دو نسبتوں سے رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے لیکن حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کئی نسبتوں سے مشرّف ہیں۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا:

مریم از یک نسبت عیسی عزیز   از سہ نسبتِ حضرت زہرا عزیز
نورِ چشم رحمۃ للعالمین   آں امامِ اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتٰی   مرتضی مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکزِ پرگارِ عشق   مادر آں کاروانِ سالار عشق

(**ترجمہ**) حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف ایک نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہونے کی وجہ سے عزیز ہیں مگر حضرت فاطمۃالزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین نسبتوں کی وجہ سے زیادہ عزیز ہیں:

☆ پہلی نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ جو اوّلین وآخرین کے امام ہیں اُن کی نورِ چشم ولَختِ جگر ہیں۔

☆ دوسری نسبت یہ ہے کہ وہ تاجدار ھَل اتٰی، مولائے مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وَجہہ کی بیوی ہیں۔

☆ تیسری نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی والدہ ہیں جو عشق کی پرکار (نوع) کے مرکز اور عشق کے قافلۂ سالار ہیں۔

نام: آپ کا نامِ نامی اِسمِ گرامی سیّدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور

القاب: زہرا، بتول، طاہرہ، ذاکیہ، راضیہ ومرضیہ، عابدہ وزاہدہ ہیں۔

تسمیہ فاطمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

وَأخرج الديلمي مَرْفُوعاإِنَّمَاسميت ابْنَتِي فَاطِمَةلِأَن الله فطمها ومحبيهاعَن النَّار [7] (دیلمی، صواعق محرقہ ص۱۵۱)

ترجمہ: کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اِس لئے رکھا ہے کہ اللہ نے اُس کو اور اُس کے محبوبوں کو دوزخ سے جدا کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فَاطِمَةَ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ [8] (بزاز، طبرانی، ابو نعیم مستدرک حاکم ص ۱۵۳)

---

[7] الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، الفصل الأول في الآيات الواردة فيهم، ٢/ ٤٤٨، الناشر: مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م

[8] مسند البزار = البحر الزخار، باب: كتاب: مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، بقية حديث زر، ٥/ ٢٢٣، الناشر: مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م)

المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ، باب: ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله ﷺ و، ٣/ ١٦٥، الحديث: ٤٧٢٦، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩

ترجمہ: کہ بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پاکدامن ہے اور اللہ نے اُس کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا ہے۔

تسمیہ زھرا: کلی، نہایت خوبصورت۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی زیادہ حُسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق پوچھا تو فرمایا:

كَانَتْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ **ترجمہ:** کہ سیّدہ چودہویں رات کے چاند کی طرح حَسین و جَمیل تھیں[9]۔ (مستدرک حاکم ج۳ ص۱۶۱)

تسمیہ بتول: دنیا سے بے تعلق چونکہ آپ کی توجہ دنیا اور اُس کے عَیش و عشرت کی طرف نہیں بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہی ہیں اِس لئے آپ کو بتول کہتے ہیں۔ نیز حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے اُس کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا:

البتول التي لم ترحمرة قط أي لم تحض فان الحيض مكروه في بنات الانبياء (فضائل الفاطمه للحاکم)

ترجمہ: بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اُس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

تسمیہ طاھرہ وذاکیہ: پاک وصاف چونکہ بچپن ہی سے حضور ﷺ کی نظرِ رحمت اور فیضانِ صُحبت سے آپ کے باطن کا تزکیہ (یعنی صفائی) اور آپ کی ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی حاصل ہو چکی تھی اِس لئے آپ طاہرہ وذاکیہ کے لقب سے مُلَقّب ہوئیں۔

تسمیہ ارضیہ ومرضیہ: چونکہ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتی تھیں۔ اِس لئے آپ کو راضیہ ومرضیہ کہتے ہیں۔

عابِدہ وزاھِدہ: آپ کی ساری زندگی زُہد و عبادت میں گزری، جیسا کہ آپ آئندہ سُطور (لائنوں) میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اِس لئے آپ کو زاہدہ عابدہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

ولادت: آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوّت کے پہلے سال ہوئی۔ یعنی حضور ﷺ کی عمر شریف اُس وقت اکتالیس (۴۱) سال کی تھی باقی تمام اولاد حضور ﷺ کی قبل اَز دعوی نبوّت ہوئی چونکہ آپ کی ولادت زمانۂ نبوّت کے اَنوار و تجلیّات میں ہوئی اِس لئے آپ کا مرتبہ اولاد میں سب سے بڑا ہے۔

بچپن شریف: آپ رضی اللہ عنہا کا بچپن شریف اور زندگی کا ہر لحہ نہایت پاکیزہ تھا اور ایسا کیونکر نہ ہوگا جبکہ حضور رحمتِ عالم ﷺ اور حضرت سیّدہ خدیجہ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کی آغوشِ رحمت آپ کی تربیت گاہ تھی اور آپ دن رات حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کی زبان پاک سے پاکیزہ اَقوال اور خداشناسی کے تذکرے سنّتیں اور اُن کے مقدّس اَفعال واَعمال کا مشاہدہ کرتیں۔

والدہ کا انتقال: آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ابھی نو (۰۹) برس ہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدجتہ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کی بہترین تربیت فرما کر انتقال فرما گئیں۔ اُن کی وفات کا صدمہ سب سے زیادہ آپ کو اور حضور ﷺ کو تھا۔

نکاح: جب آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف تقریباً پندرہ (۱۵) برس کی ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نہایت سادگی کے ساتھ کر دیا۔

---

[9] المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ. باب: ذكر ما ثبت عندنا من أعقاب فاطمة وولادتها و، ۳/ ۱۷۶. الحديث: ۴۷۵۹. الناشر: دار الكتب العلمية — بيروت. الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱ — ۱۹۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اُس وقت چوبیس (۲۴) سال کے قریب تھی۔ نکاح کے بعد آپ ﷺ نے پانی دَم کر کے دونوں پر اُس کے چھینٹے مارے اور فرمایا: میں تمھیں اور تمہاری اولاد کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ انے فرمایا:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

فضائل

آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور ﷺ کی نورِ نظر، لختِ جگر اور آپ کو اَہلِ بَیت میں سب سے پیاری ہیں۔ فاتحِ خیبر، شیرِ خدا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی اَہلیہ محترمہ اور حسنین کریمین حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی والدہ ماجدہ اور سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پروردگارِ عالم نے اولادِ رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ آپ ہی سے جاری فرمایا۔

اَحادیثِ مبارکہ

☆ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ المُؤْمِنِينَ (بخاري ومسلم)[10]

ترجمہ: حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کیا تو اِس پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہاں اور جنّت کی عورتوں کی سردار ہے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جا کر حضور ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور پھر آپ کی خدمت اقدس میں اپنی اور تمہاری بخشش کی دعا کی درخواست کروں۔ والدہ نے جازت دی اور میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا مغرب کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی پھر نَوافل پڑھے اُس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلا۔ آپ ﷺ نے میرے قدموں کی آواز سُن کر فرمایا: کیا تو حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔

قَالَ: «مَا حَاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكِ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطٌّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ[11] (ترمذی و مشکوٰۃ ص ۵۷۰)

---

[10] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ٤/ ٢٠٣ الحديث: ٣٦٢٣، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه-

[11] سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب مناقب اهل بيت، ٥/ ٦٦٠، الحديث: ٣٧٨١، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ه- ١٩٧٥ م
(مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب اهل بيت، الفصل الثاني، ٣/ ١٧٣٨، الحديث: ٦١٧١، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

ترجمہ: فرمایا تجھے کیا حاجت ہے اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخشے، یہ ایک فرشتہ ہے جو اِس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا اِس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس آکر مجھ کو سلام کرنے کی اجازت لی اور یہ مجھے بَشارت (خوشخبری) دے رہا ہے کہ (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنّت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جنّت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امرأة فرعون [12] (الاستیعاب. ج ۴ ص ۷۷۲)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنّت کی عورتوں میں سے افضل عورتیں خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ خُوَیلد و فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ محمد (ﷺ) و مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ عمران و آسیہ بنتِ مزاحم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرعون کی بیوی ہیں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللہ صلی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أَرْبَعٌ: مریم بنت عمران، وآسیة بنت مزاحم، وخدیجة بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [13] (الاستیعاب ج ۴ ص ۷۷۲)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام جہان کی عورتوں میں سے بہتر چار عورتیں ہیں۔ مریم بِنتِ عمران، آسیہ بِنتِ مزاحم و خدیجہ بِنتِ خویلد و فاطمہ بِنتِ محمد (ﷺ)۔

☆ حضرت عمران اِبنِ حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا بُنَيَّةَ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنَّكِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ! قَالَتْ: يَا أَبَتِ، فَأَيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ؟ قَالَ: تِلْكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا، وَأَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِكِ، أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ [14] (الاستیعاب ج ۴ ص ۷۷۱ ۔ حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۲)

ترجمہ: اے بیٹی کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو؟ سیّدہ نے عرض کیا: اباجان! مریم بِنتِ عمران بھی تو ہیں؟ فرمایا: وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور خدا کی قسم! تمہارا شوہر (علی رضی اللہ عنہ) دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

[12] الاستيعاب في معرفة الأصحاب. باب الفاء: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ. ٤/ ١٨٩٥. الناشر: دار الجيل. بيروت. الطبعة: الأولى. ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م

[13] الاستيعاب في معرفة الأصحاب. باب الفاء: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ. ٤/ ١٨٩٦. الناشر: دار الجيل. بيروت. الطبعة: الأولى. ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م

[14] الاستيعاب في معرفة الأصحاب. باب الفاء: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ. ٤/ ١٨٩٥. الناشر: دار الجيل. بيروت. الطبعة: الأولى. ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م
حلية الأولياء وطبقات الأصفياء. النساء الصحابيات. باب: فاطمة بنت رسول الله قال الشيخ رحمه الله: الخ. ٢/ ٤٢. الناشر: السعادة بجوار محافظة مصر. ١٣٩٤هـ- ١٩٧٤م،

1. قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد[15] (حاکم)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جنّتی عورتوں میں بہتر خدیجہ بِنتِ خویلد اور فاطمہ بِنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

☆ حضرت جمیع بن اعمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ اُم المؤمنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا:

فَسَأَلْتُ: أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ. فَقِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُهَا[16] (ترمذی و مشکوٰۃ ۵۰۰)

ترجمہ: میں نے پوچھا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پھر میں نے عرض کیا اور مردوں میں؟ فرمایا، اُن کے شوہر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

ماں بیٹی کا پیار: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ اِس اور اِس سے پہلے مذکور شدہ حدیث میں غور کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اُمّ المومنین کی یہ روایتیں اُن کے عَدل و انصاف اور دیانت و صَداقت کی بہت بڑی دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی اور سیّدہ کی گہری محبت کی علامت ہیں۔

چنانچہ اِسی طرح دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کو کس سے زیادہ محبت ہے؟ سیّدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے۔ اُنہوں نے کہا اور مردوں میں سے؟ فرمایا: اُن کے باپ (صدیق اکبر) سے۔

☆ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَحَبُّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ، وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ[17] (ترمذی باب المناقب، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۵)

ترجمہ، حضور ﷺ عورتوں میں سے حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور مردوں میں سے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ «إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ النَّاسِ عَهْدًا بِهِ فَاطِمَةَ، وَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ كَانَ أَوَّلُ النَّاسِ بِهِ عَهْدًا فَاطِمَةَ[18]
(المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۵۶)

---

[15] المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم ومنهم: خديجة بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى رضى الله عنها، 5/785، الحديث: 4912، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٩هـ ٢٠١٨م

[16] سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، ٥/٧٠١، الحديث: ٣٨٧٤، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م
مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب اهل بيت، الفصل الثاني، ٣/١٧٣٥، الحديث: ٦١٥٥، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥)

[17] سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، ٥/٦٩٨، الحديث: ٣٨٦٨، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م
المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ، باب: ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله رضى الله عنها و صلى الله عليه وسلم، ٣/١٦٨، الحديث: ٤٧٣٥، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩

[18] المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ، باب: ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله رضى الله عنها و صلى الله عليه وسلم، ٣/١٦٩، الحديث: ٤٧٣٩، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – [18] ١٩٩

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ جب سفر کو تشریف لے جاتے تو سب کے بعد اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات فرماتے۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ لِغَضَبِكِ وَيَرْضَى لِرِضَاكِ[19] (المستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۴)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہو جاتا ہے اور اُس کے راضی ہونے سے راضی ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي»[20] (بخاری و مسلم و ترمذی)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو ناراض کیا اُس نے مجھ کو ناراض کیا اِضطِراب (بے چینی) میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اُس کو اِضطِراب (بے چینی) میں ڈالے اور تکلیف میں لاتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اُس کو تکلیف دے۔

فائدہ: اِن دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی یا اُن کی اولاد کی بے ادبی کرے، اُن کو ایذاء پہنچائے اُس نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ کیونکہ اُس کی اِس حرکت سے اُن کو اذیّت ہو گی جو غضبِ الٰہی کا موجِب (سبب) ہے۔ جس طرح اُن کا غضب غضبِ الٰہی ہے اِسی طرح اُن کی رضا میں اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کی رضا ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے دن میں اُس کی شفاعت کروں تو اُس کو چاہئے کہ وہ میرے اَہلِ بَیت کی نیاز مندی کرے اور اُن کو دوست رکھے۔[21] (دیلمی)

---

[19] المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ. باب: ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله □ و ﷺ، ۱۶۷/۳، الحديث: ۴۷۳۰، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱ – ۱۹۹

[20] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومنقبة فاطمة عليها السلام بنت النبي ﷺ، ۲۱/۵، الحديث: ۳۷۱۴، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ-

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب: فضائل فاطمة بنت النبي عليها الصلاة والسلام، ۱۹۰۳/۴، الحديث: ۲۴۴۹ الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،

سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، ۶۹۸/۵، الحديث: ۳۸۶۹، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵م[20]

[21] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الباب الخامس: في فضل أهل البيت وفيه ثلاثة فصول الفصل الأول: في فضلهم مجملا، 100/12، الحديث: 34180، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵م

جامع الأحاديث، حرف الهمزة، الهمزة مع الراء، ۲۲۹/۴، الحديث: 3103، الناشر: د حسن عباس زكى

حکایت:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولوی قلندر علی صاحب کو ہر روز رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ سیّد تھا طمانچہ مارا اُس دن سے زیارت منقطع ہوگئی مدینہ منوّرہ کے مشائخ سے رُجوع کیا اُنہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کا حوالہ فرمایا جب وہ عورت مسجد نبوی میں آئی مولانا نے عرض کیا سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا: **شُف هذا رسول الله ﷺ** پس (مولانا نے) بیداری میں چشمِ ظاہر سے زیارت کی اِس سے پہلے اُس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا تھا۔[22]

(امداد المشتاق ص۱۰۰)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **أَبْشِرِي يَا فَاطِمَةُ الْمَهْدِيُّ مِنْكِ)) (ابنُ عَساكِرَ)**[23] (بفتح الکبیر ص ۱۷)

ترجمہ: اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تجھے بشارت (خوشخبری) ہے کہ امام مہدی تیری اولاد سے ہوں گے۔

☆ حضرت اَسماء بنتِ عُمیس (زوجہ حضرت ابو بکر صدیق) فرماتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت میں سیّدہ کے پاس تھی اور میں نے دایہ کے فرائض انجام دیئے، میں نے کوئی خون وغیرہ جو بوقتِ ولادت نکلتا ہے نہ دیکھا تو یہ کیفیت حضور اکرم ﷺ سے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أما علمت أن ابنتي طاهرة مطهرة، لا يرى لها دم في طمث ولا ولادة[24] (مسند)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتی کہ فاطمہ طاہر و مُطہرّہ ہے؟ اُس کا حیض میں بھی خون نہیں دیکھا گیا۔

☆ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا» قَالَتْ: «وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا»[25] (ترمذی مستدرک حاکم)

---

[22] امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق از اشرف علی تھانوی، حکایت ۲۱۵، ص105، ۔الناشر: اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ چوک، اردو بازار، لاہور
صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب: فضائل فاطمة بنت النبي عليها الصلاة والسلام، ٤/ ١٩٠٣، الحديث: ٢٤٤٩ الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،
سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، ٥/ ٦٩٨، الحديث: ٣٨٦٩، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م

[23] الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير، باب: حرف الهمزة، ٢٠/١، الناشر: دار الفكر بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م

[24] فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم سيرتها، فضائلها، مسندها رضي الله عنها، المبحث الأول: ولادتها رضي الله عنهم، فائدة: الولادة بلا دم، والحيض بدم يسير جدا دون اليوم والليلة!!، 3/ 395، الحديث62، الناشر: دار الآل والصحب الوقفية، الرياض المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٤٠هـ

[25] سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، ٥/ ٧٠٠، الحديث: ٣٨٧٢، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م
المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب الآداب، باب: وأما حديث سالم بن عبيد النخعي في هذا الباب، ٤/ ٣٠٣، الحديث: ٧٧١٥، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩٠

فائدہ: اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت و محبت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز اور حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ لہذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا شرک ہے سراسر غلط اور دلیلِ جہالت ہے۔

☆ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ فَاطِمَةَ، إِلا أَنْ يَكُونَ الَّذِي وَلَدَهَا. ﷺ[26] (الاستیعاب ج۴ ص۷۲)

ترجمہ: کہ میں نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی تھیں۔

حکایت:

نزھۃ المجالس میں روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں تم سے افضل ہوں اِس لئے کہ میں حضور ﷺ کا جگر پارہ (جگر کا ٹکڑا) ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دنیا میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہہ رہی ہو اور آخرت میں، میں حضور ﷺ کے ساتھ بحیثیت زوجہ کے ہوں گی تو ایک تو آپ کی دائمی مَعیّت دوسرے وہی درجہ جس میں آپ ﷺ ہونگے، دونوں باتیں مجھے حاصل ہو گئی جو تمہیں حاصل نہ ہو گی کیونکہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گی اور جنّت میں برتر ہونا دلیل فضیلت ہے۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

فقامت عائشة وقبلت رأسها قالت ياليتني شعرة من رأسك[27] (نزھۃ المجالس ج۲ ص۱۷۶)

ترجمہ: تو حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کھڑی ہو گئیں اور سیّدہ کے سر کو چوم کر کہنے لگیں، اے کاش! میں تمہارے سر کا ایک بال ہوتی۔

کرامت: جب یہ آیتِ کریمہ: وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا[28] نازل ہوئی تو حضور ﷺ فکرِ اُمّت میں بہت رونے لگے۔ آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بوجہِ غلبۂ محبت رونے لگ گئے۔ لیکن کسی کو آپ ﷺ کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا چونکہ حضور ﷺ انتہائی رَنج و غم میں بھی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر خوش ہو جاتے اور آپ ﷺ کا سب رَنج و غم دور ہو جاتا تھا اِس لئے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا جائے چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ گئے اور تمام ماجرا عرض کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے پاس تشریف لے چلیں۔ خاتونِ جنّت سیّدۃ النساء العالمین نے اُسی وقت اُٹھ کر ایک کمبل اوڑا جس میں بارہ (۱۲) سے زائد پیوند تھے اور چلیں۔ حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایک درد سا اُٹھا اور میں روتے ہوئے دل میں یہ کہتے جا رہا تھا کہ کفّار کی بیٹیاں تو زرّیں لباس (سونے کا لباس) پہنیں اور محمد (ﷺ) کی پیاری بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند لگے ہوں۔ جب دربارِ رسالت ﷺ میں پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے ہی سیّدہ کی آنکھیں اَشکبار ہو گئیں اور روتے ہوئے عرض کیا اباجان! کس بات نے آپ کو اس قدر رُلایا؟ حضور اکرم ﷺ نے وہ آیت پڑھ کر سنائی جو نازل ہوئی تھی سیّدہ سنتے ہی خوفِ خدا سے اور زیادہ رونے لگیں اور روتے روتے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف توجہ کر کے فرمایا: شیخ

---

[26] الاستيعاب في معرفة الأصحاب، باب الفاء: فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ، ٤/ ١٨٩٦، الناشر: دار الجيل، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ھ- ١٩٩٢م

[27] نزهة المجالس ومنتخب النفائس، كتاب العقائد وفضل الذكر والقرآن وآيات منه وسور، باب مناقب فاطمة الزهراء رضي الله عنها، فصل تزويج حواء بآدم عليهما الصلاة والسلام، ٢/ ١٧٦، الناشر: المطبعه الكاستلية – مصر، عام النشر: ١٢٨٣ھ-

[28] مریم: ۷۱

المھاجرین اللہ نے اپنے نبی (ﷺ) پر آیت اُتاری ہے تو کیا آپ اُمّت کے بوڑھوں پر فدا ہوتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ آپ اُمّت کے نوجوانوں پر فدا ہوتے ہیں؟ اُنھوں نے عرض کی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم اُمّت کے بچوں پر فدا ہوتے ہو؟ اُنھوں نے عرض کی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اُمّت پر فدا ہوتی ہوں۔

فنزل جبريل عليه السلام وقال يا محمد إن الله يقرئك السلام ويقول لك قل لفاطمة الخ

ترجمہ: پس جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا: اے محمد (ﷺ) اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہیں وہ غم نہ کرے میں اُمّت سے وہی سلوک کروں گا جو فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) چاہے گی۔ حضور ﷺ خوش ہوگئے اور سجدہ شکر بجالائے۔ [29] (نزہۃ المجالس ج۲ ص ۱۷۴)

وہ نورالعین وہ لختِ جگر دلِ محبوبِ ربانی ۔۔۔ فخرِ ہاجرہ و آسیہ و مریم ثانی
رہ جن کا ایک سجدہ ضامن عفو خطا کاراں ۔۔۔ وہ جن کی جنبش لب شافع جرم گنہگاراں

کرامت: حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کا مہینہ دوپہر کا وقت تھا نہایت شدّت کی گرمی پڑرہی تھی۔ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر حاضر ہوئی دروازہ بند تھا اور چکی کے چلنے کی آواز آرہی تھی میں نے روزنِ در (روشن دان) سے جھانک کر دیکھا کہ سیّدہ تو چکی کے پاس زمین پر سورہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور پاس ہی حَسنین کریمین کا گہوارہ (جھولا) بھی خود بخود ہل رہا تھا، یہ دیکھ کر میں نہایت حیران و مُتَعَجِّب ہوئی اور اُسی وقت حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِس شدّت کی گرمی میں فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روزہ سے ہے پروردگارِ عالم نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر نیند غالب کردی تاکہ اُس کو گرمی کی شدّت اور تِشْنَگی (پیاس) محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دے دیا کہ وہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کام سرانجام دیں۔

وہ خاتونِ جِناں معصوم حوریں باندیاں جن کی ۔۔۔ ملکِ جنّت سے آکر پیستے تھے چکیاں جن کی

سبق: اسلامی خواتین کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مُقدّس حالات سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ کس قدر افسوس ہے اُن خواتین پر جو باوجود اِس قدر راحتوں کے مُیَسّر ہونے کے پھر بھی شکوہ و شکایت کرتی ہیں اور اپنے فرائض سے غافل رہتی ہیں اور نماز تک نہیں پڑھتیں۔ کاش وہ سیّدہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارک سے سبق حاصل کرتیں اور دنیا و آخرت میں بیشمار رحمت و برکت و اجر و ثواب کی مُستَحِق بنتیں۔ اسلامی خواتین کو یہ جان لینا چاہئے کہ اُن کی نجات سیّدہ کی اِتّباع اور اسلامی اَحکام کی پابندی کرنے میں ہے۔

سیرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شرم وحیاء:

☆ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ. وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ [30] (ترمذی، احمد، مشکوٰۃ ص ۴۳۱)

[29] نزهة المجالس ومنتخب النفائس، كتاب العقائد وفضل الذكر والقرآن وآيات منه وسور، باب مناقب فاطمة الزهراء رضي الله عنها، فصل تزويج حواء بآدم عليهما الصلاة والسلام، ۲/ ـ ۱۷٤ـ۱۷۵، الناشر: المطبعه الكاستلية—مصر، عام النشر: ۱۲۸۳ھ

[30] سنن الترمذي، ابواب البدر والصلة، باب ما جاء في الحياء، ٤/ ۳٦۵، الحديث: ۲۰۰۹، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي—مصر، الطبعة: الثانية، ۱۳۹۵ ھ ۱۹۷۵ م

ترجمہ: حیاء ایمان کا ایک جُزو ہے اور ایماندار جنّت میں جائے گا اور بے حیائی بدی (برائی) سے ہے اور بدکار دوزخ میں جائے گا۔

☆ حضرت اِبنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ [31] (بیہقی، مشکوۃ، ص۴۳۲)

ترجمہ: حیاء و ایمان دونوں لازم و ملزوم ہیں جب اِن دونوں میں سے ایک اُٹھالیا جائے تو دوسرا خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بات انبیائے سابِقین کے کلام میں سے ہے:

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ [32] (بخاری)

ترجمہ: کہ جب تونے شرم و حیاء نہیں کی تو اب جو تیرا دل چاہے کر۔

☆ نبی کریم ﷺ کے اَوصافِ حمیدہ میں سے ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم و حیاء والے تھے۔

فائدہ: کنواری لڑکیوں کی شرم و حیاء مشہور تھی چنانچہ لوگ مثال دیا کرتے تھے کہ فُلاں تو کنواری لڑکیوں کی طرح شرماتا ہے لیکن آج کل اسکولوں کالجوں میں پڑھنے والی کنواری لڑکیاں اور لڑکے جو کچھ کر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔(الا ماشاء اللہ) نامعلوم مسلمان قوم غیرت و شرافت اور شرم و حیاء کو چھوڑ کر کیوں بے غیرت و بے حیا ہوتی جا رہی ہے:

ہوا مسموم ہوتی جا رہی ہے
فضا مغموم ہوتی جا رہی ہے
ستم ہے بات مسلم کی نظر سے
حیاء معدوم ہوتی جا رہی ہے

حقیقت میں یہ ساری خرابی سینما، بے پردگی اور آج کل کی تعلیم کی ہے۔ کتاب و سنّت اور بزرگانِ دین کی مقدّس زندگیوں کے حالات کی بجائے ہمارے پیشِ نظر ناول، عِشقیہ اَفسانے اور فلمی ستاروں کے حالات ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں ڈرامے، ناچ اور گانا وغیرہ بھی سکھایا جاتا ہے۔ اُن چیزوں کے تاثرات کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں خدا کرے کہ مسلمان بچے اور بچیاں ناولوں اور افسانوں کی بجائے کتاب و سنّت اور بزرگانِ دین کے حالات و زندگی کا مطالعہ کریں اور والدین کو دینی تعلیم دلانے کا شوق ہو۔ آمین ثم آمین

بدقسمتی سے مسلمانوں میں چند اَفراد ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں جن کا دعویٰ ہے قرآن میں کہیں پردے وغیرہ کا ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی ضروری ہے کیونکہ اِس سے صحت خراب ہو جاتی ہے اور عورتیں بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ پردہ ایک قسم کی قَید اور حبسِ بے جا (غیر قانونی قید) ہے۔ مانعِ تعلیم و ترقی (تعلیم و ترقی کا دشمن) ہے وغیرہ وغیرہ۔ اِس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پردے کے متعلق بھی چند عقلی و نقلی دلائل ہدیۂ ناظرین کر دیئے جائیں بلاشبہ یہ تمام

مسند أحمد، كتاب: مسند المكثرين من الصحابة، باب: مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ١٦/ ٣٠٥، الحديث: ١٠٥١٢، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م
مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء، الفصل الثاني، ٣/ ١٤٠٨، الحديث: ٦١٨٣، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

[31] شعب الإيمان، باب: الحياء، ١٠/١٦٦ الحديث: ٧٣٣١، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م
مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب: الرفق والحياء، الفصل الثالث، ٣/ ١٤١٠، الحديث: ٥٠٩٣، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

[32] صحيح البخاري، باب: حديث الغار، ٤/ ١٧٧، الحديث: ٣٤٨٣، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

خیالات یورپ کی طرزِ زندگی پر فَریفتہ (عاشق) ہو جانے کا نتیجہ ہیں اور اُس کا نام دین فراموشی اور نفس پرستی ہے۔ فرنگی اقوام (یورپی اقوام) کی رنگ رلیاں دیکھ کر نفس چاہتا ہے کہ اُسی طرح رنگ رلیاں منائیں جائیں اور نفسانی لُطف و سرور حاصل کیا جائے باقی تعلیم و ترقی کے سب بہانے ہیں ورنہ اسلامی پردہ نہ مانع ترقی و تعلیم ہے اور نہ باعثِ خرابی صحت۔ یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے، ایک زمانہ وہ تھا جب مسلمان تمام دنیا میں عزّت و برتری کے واحد مالک تھے ترقیات کی تمام منازِل میں دنیا کی ساری اَقوام سے آگے آگے تھے اسلامی پردہ اُس وقت بھی موجود تھا۔ اُس زمانہ کی بڑی بڑی کی عالم و فاضل خواتین کے تذکروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ بلاشبہ اُن کے علمی اور مجاہدانہ کارنامے لائق صد تحسین اور مسلمانوں کیلئے قابل فخر ہیں۔

اُن خواتینِ اسلام نے کبھی یہ نہ چاہا کہ ہمیں پردہ سے آزادی ملنی چاہئے کیونکہ یہ مانِعِ ترقی اور باعثِ خرابی صحت ہے اور نہ اُس وقت کے غیوّر (غیرت مند) اور بہادر مسلمانوں کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا ہوا کہ پردہ مانِعِ ترقی اور باعثِ خرابی صحت ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے کتاب و سنّت کو پڑھنا اور اُن پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اللہ تعالی اور اُس کے رسول ﷺ سے منہ موڑ بیٹھے تو ہم سے سربلندیاں چھین لی گئیں اور ہم پستی تَنَزُّلی کی گہرائیوں میں جا گرے اگر پردہ کو مانِعِ ترقی قرار دیا جائے تو پھر قُرونِ اُولیٰ (ابتدائی ادوار) کے مسلمان جو پردۂ نِسواں (حجاب) کے سختی سے پابند تھے کیونکر ترقی کر گئے حقیقتاً ہمارے تَنَزُّل کا باعث پردہ نہیں بلکہ بے پردگی اور ترکِ مذہب ہے۔

پردہ ضروری ھے:

یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موزُوں و متناسب اور حسین و جمیل اَشیاء کی طرف قُلوب و نُفوس کا میلان ایک طبعی اَمر (فطری عمل) ہے۔ یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پسند کر لیتا ہے تو پھر اُس کے حُصول کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اسی واسطے ہر دوکاندار اپنی حسین و جمیل اَشیاء کا بر سرِ بازار مظاہرہ کرتا ہے تاکہ لوگوں کی نظر اُن پر چڑھے اور وہ اُن کی خوبیوں سے مطلع ہو کر اُن کو حاصل کریں۔ وہ جانتا ہے کہ اگر اُن کو چھپا کر رکھ چھوڑا اور کسی کی نظر اُن پر نہ پڑی تو کسی کے دل میں اُن کے حُصول کا جذبہ پیدا نہیں ہو گا کیونکہ حُصول کا جذبہ تو دیکھنے کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے جب آپ اِس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں تو انصاف سے بتایئے کہ اگر ایک حسین و جمیل جوان عورت اپنے حُسن و جمال، زینت و آرائش کے ساتھ بے حجاب لوگوں کے سامنے آئے گی جو لوگ شَہواتِ نفسانی رکھتے ہیں اور وہ منجانب اللہ محفوظ و معصوم بھی نہیں ہیں، کیا وہ متاثر نہیں ہوں گے اور کیا اُن کے جذبات میں ایک تحریک پیدا نہیں ہو گی؟ ہو گی اور ضرور ہو گی پھر وہ چاہیں گے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے جذبات کی آگ کو بجھائیں اور کچھ نہیں تو قصداً (جان بوجھ کر) بار بار نظر کر کے لُطف اندوز ہوں گے اور پھر یہی لُطف اندوزی ایک عادت بن جائے گی جو آگے چل کر بے حیائی کے اِرتکاب اور فتنہ و فساد کا موجِب (سبب) بنے گی۔ خدا کی قسم! ہماری عزّت و آبرو کی حفاظت اِس میں ہے کہ اللہ تعالی اور اُس کے رسولِ برحق ﷺ کے مقدّس ارشادات پر عمل پیرا ہو کر پردے کی پابندی کریں اور کروائیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ [33]

---

[33] النور:۳۱

ترجمہ: میرے حبیب مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کیلئے پاکیزہ تر ہے بے شک اللہ اُس سے باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور عِصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اُس کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑنیوں کے بُکل[34] مار لیا کریں۔

فتنہ و فساد اور بے حیائی کی ابتداء بد نظری سے ہی ہوتی ہے اِس لئے اللہ تعالی نے سب سے پہلے اُس دروازہ کو بند فرمایا مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر حکم دے دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو پَست اور غیروں کی دید سے باز رکھیں اور اپنی شہوات کو اپنے قابو میں رکھیں۔ اِس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ مرد اور عورتیں ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور کبھی اوپر نہ دیکھیں، بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حُسن و جمال اور زینت و آرائش سے متاثر اور لُطف اندوز ہو کر ایک دوسرے کی طرف میلان نہ کریں کہ یہ فتنہ کا مُوجب ہے اِسی واسطے وہ پہلی نظر جو اچانک بلا قصد و بلا ارادہ پڑ جاتی ہے معاف ہے۔ بشرطیکہ نظر کو فوراً پھیر لیا جائے کیونکہ دوسرے تاثرات سے مُبرّا (پاک) ہو گی ہاں اور دوسری نظر جو قصد و ارادہ سے ڈالے ناجائز ہو گی کیونکہ اُس کے اندر خواہشِ نفسانی کا ضرور دخل ہو گا۔

مسئلہ: علاج و معالجہ کے موقع پر طبیب (ڈاکٹر) کا اجنبی مریضہ اور اُس کے جسم کے کسی حصّہ کو دیکھنا یا کوئی واقعہ جو ڈوب رہی ہو یا اُس کی جان یا عزّت و آبرو کسی خطرہ میں ہو تو اُس کو بچاتے ہوئے اُس کے چہرے یا ستر و غیرہ پر نظر پڑ جائے تو یہ مستثنیٰ (خارج) ہے۔

تجربہ فاطمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ عورت کیلئے کون سی چیز بہتر ہے؟ تمام صحابہ خاموش رہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُسی وقت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور آکر یہ پوچھا:

أَيُّ شَئٍ خَيرٌ للِنّسَاء؟ فَقَالَتْ: لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنّ. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ للنَّبِيّ صلى الله عليه وسلم فَقَال: إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي". [35]

(بزار، دار قطنی)

ترجمہ: کہ عورتوں کیلئے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ سیّدہ (رضی اللہ تعالی عنہا) نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد اُن کو دیکھیں۔ فرماتے ہیں میں نے سیّدہ کا جواب حضور ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ کے اِس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوب سمجھی ہیں اور اُن کا جواب بالکل درست ہے اور ایسا کیوں نہ ہو تا آخر وہ میرا جُزوِ بدن جو ہیں۔

انتباہ: نگاہوں کو نیچے رکھنے کا حکم تو مرد و عورت دونوں کیلئے تھا اُس کے بعد خاص عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ارشاد ہوتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ [36]

---

[34] (دوپٹے کا ایک پلہ ایک طرف سے دوسری طرف کو پس پشت ڈال لینا)

[35] مسند البزار = البحر الزخار، کتاب: مسند علي بن أبي طالب، باب: ومما روى علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن علي، ٢/ ١٥٩، الناشر: مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت ١٩٨٨م، وانتهت ٢٠٠٩م)

[35] جمع الجوامع، الرجال، مسند على بن أبي طالب رضي الله عنه، 428/17، الحديث: ٤/ ٤٦٩، الناشر: الأزهر الشريف، القاهرة جمهورية مصر العربية، الطبعة: الثانية، ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م

[36] الاحزاب: ٥٩

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادر سے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اِس سے اُن کی پہچان ہو جایا کرے گی اور اُن کو ستایا نہیں جائے گا۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ کے عہد مبارک میں شہر کے اندر اکثر مکانوں میں بیت الخلا نہیں ہوا کرتا تھا اِس لئے شُرفاء (معزز لوگوں) کی عورتوں کو بھی لونڈیوں کی طرح قضائے حاجت کیلئے شہر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ بدکردار لوگ اُن کا پیچھا کرتے اور اُن سے جنسی مذاق کیا کرتے جب اُن سے کہا جاتا کہ تم شُرفاء زادیوں سے ایسا کیوں کرتے ہو؟ وہ کہتے یہ تو لونڈیاں ہیں شُرفاء تھوڑا ہی ہیں ورنہ ہماری کیا مجال ہے۔ اِس پر یہ آیت اُتری کہ اے محبوب! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ دو چادروں یا بُرقعوں سے اپنے سروں اور چہروں کو چھپا کر نکلیں تاکہ لباس سے اُس کے اور لونڈیوں کے درمیان امتیاز ہو جائے اور لوگ پہچان لیں کہ یہ شُرفاء زادیاں ہیں لونڈیاں نہیں ہیں پھر بدکار لوگ اُن کا پیچھا وغیرہ نہیں کیا کریں گے اور اِس طرح وہ بدکاروں کی اَذیّت سے محفوظ رہیں گی۔

جسمِ انسانی میں چونکہ سب سے زیادہ خوب صورت اور اعلیٰ مقام چہرہ ہوتا ہے اور چہرہ دیکھ کر ہی قلبی میلان ہوتا ہے اِس لئے چہرہ کو چھپانے کا حکم دیا گیا تاکہ نہ کسی کی نظر پڑے اور نہ قلبی میلان ہو۔ گھروں میں عام طور پر عورتیں بے تکلفی سے رہتی ہیں کیونکہ گھر میں کوئی غیر محرم نہیں ہوتا اِس لئے اجنبی لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی دوسرے کے گھر بغیر اجازت نہ جائیں۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (37)

ترجمہ: اے ایمان والو! دوسرے کے گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اُن سے اجازت نہ لے لو اور پھر جب جانا تو اَہلِ خانہ کو سلام کرو۔

فائدہ: اگر کوئی ایسا موقعہ پیش آجائے کہ غیر محرم عورت سے کچھ پوچھنا ہو یا لینا ہو تو فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (38)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کیلئے بھی۔

کیونکہ اِس طرح تمہاری نظر اُن کے چہرے اور حُسن و جمال اور زینت و آرائش پر نہیں پڑے گی اور اُن کی نظر تم پر نہیں پڑے گی اور مَفاسد (برائیوں) کے دروازے نہیں کھلیں گے اور قُلوب ناپاک جذبات سے پاک رہیں گے۔

حکایت فاطمہ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے ہاتھ بڑھادیا۔ (39)

(فتح القدیر)

---

[37] النور: ۲۷

[38] الاحزاب: ۵۳

[39] فتح القدير للشوكاني، سورة النور [سورة النور (٢٤): الآيات ٣٢ إلى ٣٤]، 32/4، الناشر: دار ابن كثير، دار الكلم الطيب دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤١٤هـ

حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خادمِ خاص تھے اور عزیزوں کی طرح آپ ﷺ کے پاس رہتے تھے پھر بھی سیّدہ نے اُن سے پردہ فرمایا اور سامنے نہ ہوئیں۔

اللہ تعالی کے ارشاد: مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ[40] اور سیّدہ کے مبارک اور پاکیزہ عمل سے معلوم ہوا کہ روبرو ہونا فتنہ کا موجِب (سبب) ہو سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت اجنبی مرد عورتوں سے کوئی چیز وغیرہ لے سکتے اور گفتگو بھی کر سکتے ہیں اور عورتوں کو بھی بوقتِ ضرورت اُن سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے مگر اُس میں یہ شرط ہے۔ فرمایا:

فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِٱلۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلۡبِهِۦ مَرَضٞ[41]

ترجمہ: غیروں سے نرم اور دلکش لہجہ میں بات نہ کرو ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ تمہارا لالچ کرے گا۔

چونکہ عورت کی آواز میں قدرتی طور پر ایک نرمی اور نزاکت و حلاوت (مٹھاس) ہوتی ہے جو اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ اِس لئے اللہ تعالی نے عورتوں کو حکم دے دیا کہ غیر مردوں سے جب گفتگو کرو تو نرم و نازک اور شیریں لہجہ اختیار نہ کرو بلکہ اپنی آواز میں قدرے سختی اور روکھا پن پیدا کرو تاکہ کوئی بد باطن غلط فہمی کا شکار ہو کر تم سے کوئی اُمید وابستہ نہ کرے۔

اہلِ انصاف سے اُمید ہے کہ وہ اِن چند سطور کو پڑھ کر پردہ کی اہمیت کو سمجھیں گے اور جان لیں گے کہ ہماری عزت و آبرو کا تحفظ اسلامی پردہ میں ہی ہے۔ پردہ کے بارے میں فقیر کی تصنیف "اسلامی پردہ" پڑھئے۔

ملفوظ فاطمہ : حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ عورتیں بغیر کسی اَشد ضرورت کے دوسری عورت کو ننگے بدن نہ دیکھا کریں کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کو ننگے بدن دیکھ لے تو اُس کی ساخت اپنے شوہر کے آگے نہ بیان کرے۔

شانِ فاطمہ :

إذا كان يوم القيامة نادى مناد من بطنان العرش يا أهل الجمع نكسوا رؤسكم وغضوا أبصاركم حتى تمر فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم قيل حتى لا يراها قاتل الحسين فيتعلق بها فتعفوا عنه وقد قضى الله عليه بالعذاب فتمر ومعها سبعون ألف جارية من الحور العين كالبرق اللامع

ترجمہ: قیامت کے دن مُنادِی ندا کرے گا لوگو! اپنی نگاہیں بند رکھو اس لئے کہ فاطمہ بنتِ محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) گزرتی ہیں چنانچہ آپ ستر ہزار (۷۰۰۰) حوروں کے ساتھ بجلی کی طرح گزر جائیں گی[42]۔ (المستدرك حاكم. نزهة المجالس)

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

---

[40] (الشوری: ۵۱)

[41] (الاحزاب: ۳۲)

[42] نزهة المجالس ومنتخب النفائس. كتاب العقائد وفضل الذكر والقرآن وآيات منه وسور. باب مناقب فاطمة الزهراء رضي الله عنها. فصل تزويج حواء بآدم عليهما الصلاة والسلام. ۲/ ـ ۱۷۵. الناشر: المطبعه الكاستلية — مصر. عام النشر: ۱۲۸۳هـ

اگر بندے اور ویشے پذیری ہزار امت بمیرد تو نمیری

بتولی باش و پنہان شووازیں عصر کہ در آغوش شبیری بگیری

ترجمہ: اگر تم کسی دُرویش کو قبول کروگے تو ہزار اُمّت مرے گی لیکن تم نہ مروگے فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) ہو اور پردہ میں رہو اِس دنیا میں پھر تمہاری بغل میں شبیر جیسے حاصل کرو یعنی انعام پاؤ۔

خاتمہ

یہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اعزاز حاصل ہوا کہ آپ اولادِ نسبی سے اولادِ رسول ﷺ منتخب ہوئیں اب اولادِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حقیقی سیّد کہلانے کی مستحق ہے اور من حیث السیّد آپ کی ہی اولاد واجب التعظیم ہے اِس لئے خاتمۃ الکتاب فقیر اُنہی ساداتِ کرام کے فضائل و آداب عرض کرتا ہے۔

نوٹ: جو بد مذہب ہو جائے یعنی اس کا ارتداد یقینی ثابت ہو تو وہ کسی بھی تعظیم و تکریم کے قابل نہیں بلکہ وہ واجب التحقیر (ذلت ے حقدار) ہے۔ اِس کی تفصیل فقیر کا رسالہ "کیا بد مذھب سیّد نہیں؟" کا مطالعہ کیجئے۔

فضائلِ ساداتِ کرام

حدیث شریف میں ہے کہ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَهْلَ بَيْتِي ثَلَاثًا) قُلْنَا لِزَيْدٍ مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ قَالَ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ الْعَبَّاسِ، وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ به لم تَضِلُّوا: كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم براءة مِنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَالْوِلَايَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ أَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ قال بَعْض الْعُلَمَاء مَعْرِفَتُهُم هِيَ مَعْرِفَة مَكَانِهِم مِن النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم وَإِذَا عَرَفَهُم بِذَلِك عَرَف وُجُوب حَقّهِم وَحُرْمَتَهُم بِسَبَبِه [43] (الشفاء ج۲ ص۳۷۔۳۸)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اپنے اَہلِ بَیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ یہ تین بار فرمایا۔ ہم نے حضرت زید سے پوچھا بھی حضور ﷺ کے اَہلِ بَیت کون ہیں؟ فرمایا: آلِ علی اور آلِ جعفر بر آلِ عقیل اور آلِ عباس (رضی اللہ عنہم) اور حضور ﷺ نے فرمایا: میں تم میں وہ کچھ چھوڑ رہا ہوں کہ جب تک تم اُنہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میری عترت (اہلِ

المستدرك على الصحيحين للحاكم ،كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ" ،باب: ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ٣/ ١٦٦، الحديث: ٤٧٢٨، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩

[43]) الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل ومن توقيره صلى الله عليه وسلم وبره بر آله وذريته وأمهات المؤمنين، ٢/ ٤٧، الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: ١٤٠٩هـ- ١٩٨٨ م

بَیت) ہیں۔ تو غور کرو کہ تم اِن دونوں سے میرے بعد کیا معاملہ کرتے ہو اور حضور ﷺ نے فرمایا: آلِ محمد کی پہچان نارِ جہنم سے آزادی کا موجِب (سبب) ہے اور آلِ محمد ﷺ کی محبت پل صراط سے سلامت گزرنے میں آسانی کا باعث ہے اور آلِ محمد ﷺ سے دوستی رکھنا عذابِ قبر سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

فائدہ: حضرت امام قاضی عیاض مالکی قُدّس سرہ فرماتے ہیں: بعض عُلماء نے فرمایا کہ اَہلِ بَیت کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اُنہیں جو عزّت و مرتبہ حاصل ہے اُسے پہچان لیا تو اُس کی وجہ سے اُس نے اُن کے حق اور اُن کی حُرمت کے واجب ہونے کو پہچان لیا۔

واضح رہے کہ عترت کے بہت معنی ہیں۔ قوم، اَقارِب، نزدیکی لوگ، ایک دادا کی اولاد اور گھر والے۔ حضور ﷺ نے أَهْلَ بَيْتِي فرما کر عترت کی تفسیر فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اَہلِ بَیت ہے۔ قرآن کو پکڑنے سے مراد اُس کے احکام پر عمل کرنا۔ عترت کو پکڑنے سے مراد ہے اُن کا احترام کرنا اُن کی باتوں پر اعتماد کرنا، اُن کے فرمانوں پر عمل کرنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔

اِس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اَہلِ بَیت خواہ اَزواجِ پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اَہلِ بَیت کی اطاعت اُن اَحکام میں ضروری ہے جو خلافِ شَرع نہ ہوں مگر حق یہ کہ وہ حضرات نہ تو خلافِ شرع کوئی کام کرتے ہیں نہ اُس کا حکم دیتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

أَنَا تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ" فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: «وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي» وَفِي رِوَايَةٍ: «كتاب الله عز وجل هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ» [44] (.رَوَاهُ مُسلم)

ترجمہ: میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی تو اللہ تعالی کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے [45] اور تم اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو۔ [46]

فائدہ: خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنّتِ رسول اللہ بھی داخل ہے کہ یہ کتاب اللہ کی شَرح ہے سنّت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل نا ممکن ہے اور فقہ بھی کتاب اللہ کی شَرح ہے۔ پھر حضور ﷺ نے کتاب اللہ پر اُبھارا۔ اُس کی رغبت دی۔ [47]

پھر فرمایا: اور میں تمہیں اپنے اَہلِ بَیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۔ [48]

---

[44] (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب اهل، الفصل الاول، ٣/١٧٣٢، الحديث: ٦١٤٠، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥)، صحيح مسلم، كتاب: جماع أبواب صفة الصلاة، باب بيان أهل بيته الذين هم آله، ٢/٢١٢، الحديث: ٢٨٥٧، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب: فضائل علي بن ابي طالب، ٤/١٨٧٤، الحديث: ٢٤٠٨، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت

[45] (یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے اور قیامت میں پل صراط کا)

[46] (قرآن کریم کو ایسی مظبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سائے میں گزرے موت اس کے سائے میں آئے)

[47] (یعنی قرآن مجید عمل نہ کرنے سے ڈرایا ہے عمل کرنے پر رغبت دی، ثواب کا وعدہ فرمایا)

[48] (یعنی میری ازواج جناب علی المرتضی وغیرہم ان سے محبت کرو)

☆ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اللہ کی رسی ہے [49] جس نے قرآن کی اِتّباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اُسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوا۔

فائدہ: اِس حدیث مبارکہ میں وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ فرمایا گیا ثقلین بنا ہے ثقل سے بمعنی بوجھ، جن واِنس کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ زمین میں اُن کا بڑا وزن ہے پھر فرمانِ الٰہی، اَحکامِ شرعیہ کو ثِقل کہتے ہیں کہ اُن پر عمل نفس پر بوجھ ہے۔

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا [50] چونکہ قرآن مجید پر عمل اور اَہلِ بَیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہٰذا اُنہیں ثقلین فرمایا گیا بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین بمعنی زینت کی چیزیں ہیں جن واِنس کو ثقلین اِس لئے فرمایا گیا ہے کہ اُن سے زمین کی زینت ہے۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ [51] محشر میں اُنہیں کا حساب و کتاب ہے چونکہ ایمان کی زینت دین کی رونق، قرآن مجید اور اَہلِ بَیتِ اَطہار سے ہے اِس لئے اُنہیں ثقلین فرمایا (مرقات) یعنی دو بھاری بھر کم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں جو مَتاعِ ایمان (دولت ایمان) میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ [52]

(مرقات شرح مشکوٰۃ)

روایت میں ہے:

عن زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِترتي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا [53] (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تم میں وہ کچھ چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ اُن میں ایک دوسری سے بڑی ہے [54] أَحَدُهُمَا سے مراد قرآنِ کریم ہے اور آخَرِ سے مراد اَہلِ بَیت ہے۔ [55] (مرقات)

---

[49] (جیسے کنویں میں گیا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو پانی لئے آتا ہے وہاں کیچڑ میں نہیں پڑتا لیکن اگر رسی سے کھل جائے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ دنیا کنواں ہے جہاں ایک اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفر و گناہوں کی دلدل بھی ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ رہے تو یہاں کے کفر و عصیاں میں نہیں پڑے گے۔ خیال رہے کہ قرآن رسی ہے۔ حضور ﷺ اوپر کھینچنے والے مالک ہیں رسی کا ایک سرا ڈول میں ہوتا ہے دوسرا سرا اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی)

[50] (المزمل: ٥)

[51] الرحمن: ٣١

[52] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله عنهم، ٩/ ٣٩٦٧، الناشر: دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م

[53] سنن الترمذي، ابواب المناقب، باب ما جاء في فضل فاطمة، ٥/ ٧٠١، الحديث: ٣٨٧٤، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ- ١٩٧٥م
مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب اهل بيت، الفصل الثاني، ٣/ ١٧٣٥، الحديث: ٦١٥٣، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

[54] (یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور حکمت والا ہے)

[55] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله عنهم، ٩/ ٣٩٧٥، الحديث: ٦١٥٣، الناشر: دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م

اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے[56] قرآن کریم اللہ کی اَمان (حفاظت) ہے جس نے اُسے پکڑ لیا اللہ کی اَمان میں (آگیا) اور میری عترت میرے اَہلِ بَیت یہ دونوں جدا نہ ہونگے حتی کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر آجاویں[57] تو غور کرو تم اُن دونوں سے میرے بعد کیسا معاملہ کرتے ہو۔

فوئداَز اَحادیثِ مبارکہ

☆ اَہلِ بَیتِ رسولِ اکرم ﷺ مسلمانوں کیلئے دنیا میں کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہیں، اَہلِ بَیت کی محبت اُن کی اطاعت واِتّباع ذریعۂ نجات ہے۔

☆ اَہلِ بَیت سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت اور دلیل ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں، اَزواجِ مطہّرات، اولادِ پاک کی محبت حضور اکرم ﷺ کی محبت کا زینہ ہے اور حضور ﷺ کی محبت کا ذریعہ ہے۔

☆ اَہلِ بَیتِ اَطہار سے محبت رکھنے والوں کو رسول اللہ ﷺ کے دربار میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے حضور نبی کریم ﷺ اُن سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔

☆ اَہلِ بَیتِ اَطہار کی محبت کا تقاضا ہے کہ تمام صحابیِ رسول ﷺ سے محبت رکھی جائے۔ جو صحابہ کرام سے محبت نہیں رکھتا وہ اَہلِ بَیتِ اَطہار کا بھی مخالف ہے اور رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالی کا مخالف و باغی، مردود اور جہنّمی ہے۔

☆ اَہلِ بَیت کی محبت کا تقاضاہے کہ اُسکے مقام کی معرفت حاصل کی جائے اُن کی کماحَقُّہٗ تعظیم و تکریم کی جائے اُن کے نقشِ قدم کی پیروی کی جائے۔

☆ آلِ رسول ﷺ کی معرفت (پہچان) نارِ جہنم سے آزادی کا موجِب (سبب) اور پل صراط سے سلامت گزرنے میں آسانی کا باعث ہے اور عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

☆ اَہلِ بَیت کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ اُن پر اعتماد کیا جائے اُن کے فرمان کی تعمیل کی جائے۔

☆ اَہلِ بَیت کی اِطاعت بھی اُنہی اَحکام میں ہے جو خلافِ شَرع نہ ہوں۔

☆ اَہلِ بَیت اور قرآن لازم و ملزوم ہیں اَہلِ بَیتِ اَطہار کے عقائد و اَعمال قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ یہ پاکباز ہیں۔ ملحد، بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتے اِس لئے فرمایا گیا کہ تم قرآن اور اَہلِ بَیت کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

☆ اَہلِ بَیت کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے کہ کہیں اُن کی بے ادبی، گستاخی یا اُن کی توہین و تنقیص (تذلیل) نہ ہونے پائے۔

---

[56] (جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے اور تنزلی کا ذریعہ بھی کہ اس سے اوپر کو چڑھا جاتا ہے اس سے اترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن کریم کے ذریعے اس پر عمل کرکے ترقی ہو گی۔ قرآن کو چھوڑ کر تنزل)

[57] (اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اَہلِ بَیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، اَہلِ بَیت ہمیشہ قرآن و حدیث پر عامل رہیں گے۔ قرآن ان کے دل و دماغ اور عمل میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن اور اَہلِ بَیت کبھی مجھ سے جدا نہ ہو گئے حتی کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیگے اور حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں ان کی سفارش کریں گے۔ جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا ہو گا)

☆ ایمان کی زینت دین کی رونق، قرآن مجید اور اَہلِ بَیت اَطہار سے ہے۔ یہ دونوں ایسی بھاری بھر کم یا نفیس ترین چیزیں ہیں جو مَتاعِ ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔

☆ قرآن واَہلِ بَیت میدانِ محشر میں حوضِ کوثر پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں اپنے مُحبّین اور مُتَّبِعین کی سفارش کریں گے اور اُن کی سفارش مقبول ہوگی۔

☆ اللہ تعالی سے اِلتجا ہے کہ اپنے حبیبِ لبیب سرکارِ دوعالم محمد مصطفی ﷺ کے صدقے میں ہمیں اپنے محبوب قرآن مجید اور اَہلِ بَیت اَطہار کی سچی محبت عطا فرمائے اور اُن کے حقوق ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ **آمین**

واضح رہے کہ اَہلِ بَیت کی محبت کا دعوی کرنے والے جاہل پیر فقیر اور اُن کے حواری جو خلافِ شریعت ہیں بھنگ گھوٹ رہے ہیں اور گاتے جاتے ہیں: "گھٹے بھنگ تو چڑھے رنگ یا علی مدد چین پاک کی جے" یا چرس پی رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں: "سوٹا لے عرش دا جھوٹا" وغیرہ وغیرہ یہ محبت اَہلِ بَیت نہیں عَداوتِ اَہلِ بَیت ہے۔

اَہلِ بَیت نے کبھی نماز چھوڑی نہیں اِنہوں نے کبھی پڑھی نہیں۔ اَہلِ بَیت اَطہار دین اسلام کی زینت ہیں اور یہ جھوٹے مُدّعیان محبتِ اَہلِ بَیت دین اسلام کیلئے باعث ننگ وعار (شرمندگی) ہیں۔ (**نعوذ باللہ من ذالك**)

وصیتِ رسول اکرم ﷺ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اَہلِ بَیت سے پیش آنے کے متعلق میری وصیّت سُن لو کیونکہ قیامت میں، میں اُن کی طرف سے تم سے جھگڑوں گا اور جس سے جھگڑا کروں گا اُسے اللہ تعالی مطلوب فرمائے گا اور اُسے اللہ تعالی مغلوب فرمائے گا اُسے جہنم میں داخل فرمادے گا۔ حدیثِ صحیح میں ہے جیسا کہ بہت سے اِہلِ سُنَن نے بیان کیا۔ [58]

ابولھب کی بیٹی: جب ابولہب کی بیٹی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائیں تو اُنہیں کہا گیا کہ تمہاری ہجرت تمہیں بے نیاز کرے گی، تم تو جہنم کے ایندھن کی بیٹی ہو۔ اُنہوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے عرض کی تو آپ سخت ناراض ہوئے اور بر سرِ منبر فرمایا: اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں اَذیّت دیتے ہیں؟ خبردار! جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اَذیّت دی اس نے مجھے اَذیّت دی اور جس نے مجھے اَذیّت دی اس نے اللہ تعالی کو اَذیّت دی۔ [59]

اعدائے اھل بیت: حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد المطلب! میں نے تمہارے لئے اللہ تعالی سے تین چیزوں کی دعا کی ہے:

۱۔ تم میں جو دین پر قائم ہے اُسے ثابت قدمی عطا فرمائے۔

---

[58] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) قوله تعالى يقترت حسنة قال المولودة لآل محمد، ص9، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰م

[59] شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، باب: ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، ۱/۳٤۸، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى ۱٤۱۷ھ-۱۹۹٦م

۲۔ تمہارے بے علم کو علم عطا فرمائے۔

۳۔ تمہارے بے راہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک کونے اور مقامِ ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اَہلِ بَیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔[60] (طبرانی و حاکم)

بغض کی سزا: حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے بنوہاشم اور انصار کا بُغض کفر اور عرب کا بُغض منافقت ہے۔[61] (طبرانی)

بغض اہل بیت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو! جو شخص ہم اَہلِ بَیت کو مَبغوض (ناپسند) رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے یہودی بنا کر اُٹھائے گا۔[62] (طبرانی فی الاوسط)

بغض والا: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم اَہلِ بَیت کو کوئی شخص مَبغوض (ناپسند) نہیں رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔[63]

حاسد: حضرت حسن بن علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروِی ہے کہ اُنہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ نہ کو فرمایا: دیکھنا ہمارے بُغض سے اِجتناب (پرہیز) کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہم سے بُغض یا حسد کرے گا اُسے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چابکوں سے دور کیا جائے گا۔[64] (طبرانی)

آلِ رسول کا دشمن وَلد الحرام: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری عِترتِ طیبہ اور اَنصار کو نہیں پہچانتا (یعنی تعظیم نہیں کرتا) تو اُس کی تین میں سے کوئی ایک وجہ ہو گی یا تو وہ منافق ہے، یا ولد الزنا یا جب اُس کی ماں اُس سے حاملہ ہوئی تو وہ پاک نہیں ہو گی۔[65] (بیہقی فی شعب الایمان)

ملعون: حدیث شریف میں ہے امام احمد نے مرفوعاً (یعنی نبی کریم ﷺ کا ارشاد) روایت کیا: جو شخص اَہلِ بَیت سے بُغض رکھے وہ منافق ہے۔[66]

---

[60] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) قوله تعالى يقترت حسنة قال المولودة لآل محمد، ص۹۲، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰ م

[61] شعب الإيمان، باب: ۱۵ تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم، فصل في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ۱۶۲/۳، الحديث: ۱۵۰۰، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ م

[62] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) قوله تعالى يقترت حسنة قال المولودة لآل محمد، ص۹۲، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰م

[63] المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم الخ، باب: من مناقب أهل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ۱۶۲/۳، الحديث: ۴۷۱۷، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱ – ۱۹۹۰ (یہ حدیث امام حاکم نے روات کی اور اُسے شرط شیخین پر صحیح قرار دیا)

[64] المعجم الكبير للطبراني، باب الحاء: معاوية بن حديج عن الحسن بن علي رضي الله عنه، ۸۱/۳، الحديث: ۲۷۲۶، دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة: الثانية

[65] المعجم الكبير، باب: عطاء، عن ابن عباس، ۱۴۵/۱۱، الحديث: ۱۱۳۱۲، دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة: الثانيةيهود

[66] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) قوله تعالى يقترت حسنة قال المولودة لآل محمد، ص۹۲، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰م

☆سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترتِ پاک کے بارے میں اَذیّت دی، اُس پر جنّت حرام کر دی گئی۔ [67]

☆امام الانبیاء والمُرسلین ﷺ نے فرمایا: میں نے سات (۷) قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ اُن میں سے آپ نے اُس شخص کو شمار کیا جو آپ کی اولاد کے ساتھ وہ معاملہ جائز سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ [68]

حکایات: ذیل میں چند وہ حکایات عرض کر دوں جن بزرگوں نے آلِ رسول ﷺ سے نیک سُلوک اور اُن کی تعظیم و تکریم کی۔

فاروقِ اعظم اور امام حسین : یحییٰ بن سعید انصاری، عُبید بن حُنین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ خیر پر خطبہ دے رہے تھے میں منبر پر چڑھا اور کہا: میرے باپ کے منبر سے اُتریئے ور اپنے باپ کے منبر پر جایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے باپ کا منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا میں اپنے سامنے رکھی ہوئی کنکریوں سے کھیلتا رہا، جب آپ منبر سے اُترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے پھر مجھے فرمایا کتنا اچھا ہوا گر آپ گاہے گاہے (بار بار) تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں ایک دن میں اُن کے پاس گیا آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں مصروفِ گفتگو تھے اور عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہم دروازے پر کھڑے تھے اِبنِ عمر رضی اللہ عنہم واپس ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ واپس آ گیا۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے فرمایا: کیا بات ہے میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا امیر المومنین میں آیا تھا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے تو میں اِبنِ عمر کے ساتھ واپس آ گیا۔ اُنہوں نے فرمایا: آپ اِبنِ عمر سے زیاد حقدار ہیں ہمارے سروں کے بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اگائے ہیں۔ [69] (الاصابہ لابن حجر عسقلانی)

عمر بن عبد العزیز اور سیّد زادہ: عمر قواریری فرماتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن سعید نے سعید بن ایان قرشی سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن حضرت عمر بن عبد العون کے پاس گئے وہ نو عمر (کم عمر) تھے اُن کی بڑی بڑی زُلفیں تھیں حضرت عمر بن عبد العزیز نے اُنہیں اُونچی جگہ بٹھایا۔ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن کی ضرورتیں پوری کیں پھر اُن کے جسم کے ایک بل کو اونچا کر کے فرمایا کہ اِن کی اللہ تعالیٰ نے عزت کی اور فرمایا شفاعت کرنے کیلئے اُسے یاد رکھنا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو اُن کی قوم نے اُنہیں مَلامَت کی اور کہا: آپ نے ایک نو عمر (کم عمر) بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیا؟ اُنہوں نے فرمایا: مجھے معتبر آدمی نے بیان کیا گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے سن رہا ہوں آپ نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری لختِ جگر ہیں اُن کی خوشی کا سبب میری خوشی کا سبب ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر یہاں تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ اُن کے بیٹے سے کیا ہے اُس سے خوش ہوتیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے جو اُن کے پیٹ کی چٹکی لی ہے اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اُس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: بنو ہاشم کا ہر فرد شفاعت کریگا مجھے توقع ہے کہ مجھے اُن کی شفاعت حاصل ہو گی۔ [70]

---

[67] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) قوله تعالى يقترت حسنة قال المولودة لآل محمد، ص ٩٢، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

[68] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) قوله تعالى يقترت حسنة قال المولودة لآل محمد، ص ٩٢، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

[69] الإصابة في تمييز الصحابة، كتاب: الحاء بعدها السين، باب: الحسين ٢/٦٧، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى ١٤١٥ هـ

الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص ٩٣، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

[70] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص ٩٣، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

اُنہی حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کسی کام سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا اُنہوں نے فرمایا: جب آپ کو مجھ سے کوئی کام ہو تو پیغام بھیج دیا کریں یا تحریر فرما دیا کریں مجھے اللہ تعالی سے حیاء آتی ہے کہ میں آپ کو اپنے دروازے پر دیکھوں۔ [71]

امام مالک: جب جعفر بن سلیمان نے امام مالک کو کوڑے لگوائے اور سزا سنادی تھی اور اُنہیں بے ہوشی کی حالت میں اُٹھا کر لے جایا گیا لوگ آپ کے پاس آئے جب اِفاقہ ہوا تو فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔ بعد میں اُس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے خوف ہے کہ مرنے کے بعد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری ہوگی تو مجھے حضور اکرم ﷺ سے حیاء آئے گی کہ میری وجہ سے آپ کی آل کا ایک فرد جہنم میں جائے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے آپ سے کہا کہ میں جعفر سے آپ کا بدلہ دلواتا ہوں تو امام نے فرمایا: خدا کی پناہ! ایسا نہیں ہو سکتا بخدا جب چابک میرے جسم سے اُٹھتا تھا تو میں اُنہیں نبی کریم ﷺ کی قَرابت کی بناء پر معاف کر دیتا تھا۔ [72]

ہر سال حج: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف "مسامرات الاخیار" میں اپنی سندِ متّصل سے حضرت عبداللہ ابنِ مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ بعض مُتَقَدّمِین کو حج کی بڑی آرزو تھی اُنہوں نے فرمایا: مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حُجّاج (حاجیوں) کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے میں نے اُن کے ساتھ حج کیلئے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو (۵۰۰) دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تاکہ حج کی ضروریات خرید لاؤں میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اُس نے کہا: اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے میں سیّد زادی ہوں میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ اُس کی گفتگو میرے دل میں اُتر گئی میں نے وہ پانچ سو (۵۰۰) اُس کے دامن میں ڈال دیئے اور اُنہیں کہا: آپ اپنے گھر جائیں اور اِن دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کریں۔ میں نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور واپس آ گیا۔ اللہ تعالی نے حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا دوسرے لوگ چلے گئے حج کیا اور واپس لوٹ آئے۔ میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور اُنہیں سلام کر آؤں۔ چنانچہ میں گیا جس دوست سے ملتا اُسے سلام کہتا اور کہتا اللہ تعالی تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کی جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ مجھے کہتا کہ اللہ تعالی تمہارا حج بھی قبول فرمائے۔ کئی دوستوں نے اِسی طرح کہا۔ رات کو سویا تو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ تمہیں حج کی جو مبارکباد دے رہے ہیں اُس پر تعجب نہ کر تم نے ایک کمزور اور ضرورت مند کی اِمداد کی تو میں نے اللہ تعالی سے دعا کی، اللہ تعالی نے ہو بہو تجھ جیسا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرے گا اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو تو حج نہ کرو۔ [73]

---

[71] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص ۹۳، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰ م

[72] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص ۹۳، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰ م

[73] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص ۹۴، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ۱۹۰۰ م

تیمور لنگ: شیخ زین الدین عبد الرحمن خلال بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اُس پر سخت اِضطِراب طاری ہوا منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا، جب اِفاقہ ہوا تو لوگوں نے اُسے صورت بیان کی تو اُس نے کہا: میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اِسے چھوڑ دو کیونکہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور اُن کی خدمت کرتا تھا چنانچہ وہ چلے گئے۔ [74]

ایضاً: شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں: ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے پاس تیمور لنگ کو دیکھا اُس ساتھی نے کہا: اے دشمنِ خدا! تم یہاں پہنچ گئے ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے محمد اِس کا سبب یہ ہے کہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا۔ [75]

بخشا گیا: علامہ اِبنِ حجر مکی ہیتی تقی الدین فارسی سے روایت کرتے ہیں: اُنہوں نے بعض ائمہ سے روایت کی کہ وہ ساداتِ کرام کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اُن سے اِس کا سبب پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: سادات میں ایک شخص تھا جسے مطیر کہا جاتا تھا وہ اکثر لَہو لَعِب (کھیل کود) میں مصروف رہتا تھا جب وہ فوت ہوا تو اُس وقت کے عالم نے اُس کا جنازہ پڑھنے میں توقف کیا تو اُنہوں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ کے ہمراہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ اُنہوں نے اُس عالم سے اِعراض کیا (یعنی منہ موڑ لیا) جب اُس نے درخواست کی کہ مجھ پر نظرِ رحمت فرمائیں تو حضرت خاتونِ جنّت اُس کی طرف متوجہ ہوئیں، اُس پر عتاب (ناراضگی کا اظہار) فرمایا اور ارشاد فرمایا: کیا ہمارا مقام مطیر کیلئے کفایت نہیں کر سکتا؟ [76]

عجلان رھائی: علامہ مقریزی فرماتے ہیں: مجھے قاضی القُضاۃ عزالدین عبد العزیز بکری بغدادی حنبلی نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں موجود ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبرِ مقدّس کھلی اور اُس میں سے نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور تشریف فرما ہوئے آپ نے اُسی طرح کفن زیبِ تن فرمایا ہوا تھا مجھے دستِ اقدس سے قریب آنے کا اشارہ کیا، میں اُٹھا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ مجھے فرمایا مؤید کو کہو کہ عجلان کو رہا کر دے۔ میں بیدار ہوا اور حسبِ معمول سلطان مؤید کی مجلس میں پہنچ گیا اور متعدّد (کافی) بار قسم کھا کر اُسے بتایا کہ میں نے کبھی عجلان کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میری اُس سے شَناسائی (واقفیت) ہے اُس کے بعد میں نے واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ چُپ رہا، میں بھی بیٹھا رہا یہاں تک کہ مجلس برخاست (ختم) ہو گئی بادشاہ اپنی مجلس سے اُٹھا اور قلعہ کے تہ خانے میں گیا اور اتنی دور جا کر ٹھہر گیا جتنی دور زور سے پھینکا ہوا تیر جا کر گرتا ہے پھر امیرِ مدینہ سیّد عجلان حسینی کو قید خانے سے بلایا اور رہا کر دیا۔ [77]

سرواح کی بینائی: علامہ مقریزی نے کہا: سیّد سرواح اِبنِ مقبل حسنی نے اپنے باپ مقبل کو ۸۲۵ھ میں گرفتار کیا جو کہ ینبع کے امیر تھے، اُن کی جگہ اُن کے بھتیجے کو امیر مقرر کر دیا گیا، مقبل کو گرفتار کر کے اسکندریہ لے جایا گیا وہیں قید میں اُن کا وصال ہوا، اتفاق کی بات ہے کہ اُن کے ہی بیٹے سرواح کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادی گئیں حتی کہ اُن کی آنکھوں کے ڈھیلے بہہ گئے اور دماغ مُتَعَفِّن (بدبودار) ہو گیا۔ وہ ایک مُدّت تک قاہرہ کے باہر رہے اُس وقت وہ نابینا ہی تھے، پھر وہ مدینہ طیبہ گئے مزار مبارک کے سامنے حاضر ہو کر اپنی تکلیف کی شکایت کی، روئے اور اللہ تعالی سے دعا کی۔ واپس آ کر رات کو

[74] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم. ص٩٥. الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

[75] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم. ص٩٥. الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

[76] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم. ص٩٥. الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

[77] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم. ص٩٥. الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

سوئے تو خواب میں نبی کریم ﷺ کے جمالِ جہاں آفروز سے مشرّف ہوئے، آپ نے اپنا دستِ اقدس اُن کی آنکھوں میں پھیرا بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی لوٹادی تھی۔ یہ خبر اَہلِ مدینہ میں مشہور ہوگئی۔ ایک عرصہ تک اُن کے پاس رہے پھر قاہرہ واپس چلے آئے۔ [78]

بادشاہ ملک اشرف برسہاری کو اُن کی آمد کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بینا ہیں، بادشاہ نے اُنہیں گرفتار کر لیا اور قبیلہ مزینہ کے اُن دو افراد کو طلب کیا جنہوں نے سرواح کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں اور اُن دونوں کو بری طرح مارا۔ اُنہوں نے بادشاہ کے سامنے تسلی بخش گواہ پیش کئے جنہوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے سلائی گرم کی گئی اور ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ سرواح کی آنکھوں میں پھیر دی گئی۔ یہاں تک کہ اُن کی آنکھوں کے ڈھیلے بہہ نکلے تو بادشاہ نے اُنہیں چھوڑ دیا۔ اِسی طرح اَہلِ مدینہ نے بتایا کہ ہم نے سرواح کو اِس حالت میں دیکھا کہ اُن کے دونوں ڈھیلے غائب تھے پھر ایک صبح دیکھا کہ اچھے بھلے بینا تھے اور سرواح نے اُنہیں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا تھا۔ بادشاہ نے سرواح کو رہا کر دیا۔ ۸۳۳ھ کی طاعون میں اُن کا وصال ہوا۔ [79]

سیّد کی سند: شیخ عدری نے اپنی کتاب "مشارق الانوار" میں اِبنِ جوزی کی تصنیف "ملتقط" سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک عَلوی قیام پذیر تھا اُس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں قضائے الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا۔ اُن کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتتِ اَعداء (دشمنوں کی مسرت) کے خوف سمرقند چلی گئی میں وہاں سخت سردی میں پہنچی میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی۔ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں میں نے اُس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا رئیسِ شہر ہے، میں اُس کے پاس پہنچی اور اپنا حالِ زار بیان کیا۔ اُس نے کہا: اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اُس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی میں واپس مسجد کی طرف چل دی میں نے راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ بیٹا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظِ شہر ہے اور مجوسی ہے۔ میں نے سوچا ممکن ہے اِس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے۔ چنانچہ میں اُس کے پاس پہنچی اپنی سَرگزشت (کہانی) بیان کی اور رئیسِ شہر کیساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اُس کو یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور اُن کے کھانے پینے کیلئے کوئی چیز نہیں ہے اُس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر تیار ہو کر آئے۔ چنانچہ وہ آئی اور اُس کے چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے نے اُسے کہا اِس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا کر اِس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ۔ وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی۔ شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔ آدھی رات کے قریب رئیسِ شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لواء الحمد نبی اکرم ﷺ کے سرِ انور پر لہرا رہا ہے۔ آپ نے اُس رئیس سے اِعراض فرمایا (منہ موڑ لیا)۔ اُس نے عرض کیا حضور آپ مجھ سے اِعراض فرما رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کر وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے۔ بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا۔ اُس نے اپنے غلاموں کو اُس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا۔ اُسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ یہ رئیس اُس مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ عَلوی عورت کہاں ہے؟ اُس نے کہا: میرے گھر میں ہے۔ رئیس نے کہا: اُسے میرے ہاں بھیج دو، شیخ نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا: مجھ سے یہ ہزار (۱۰۰۰) دینار لے لو اور اُسے میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا بخدا! ایسا

---

[78] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٥، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠م

[79] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٦، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠م

نہیں ہو سکتا اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ میں نے زیادہ اِصرار کیا تو شیخ نے اُسے کہا جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ محل میرا ہے تم اِس لئے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں ہم سب اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور اُن کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا: چونکہ تم نے اِس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اِسلئے یہ محل تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کیلئے ہے اور تم جنّتی ہو۔ (80)

سیّد کی شان: سیّدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں: سیّد شریف نے حضرت خطاب کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف البحیرہ نے ایک سیّد کو مارا تو اُسے اُس رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کی اِس حالت میں زیارت ہوئی کہ آپ اُس سے اِعراض فرمارہے ہیں۔ اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرا گناہ کیا ہے؟ فرمایا تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں۔ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اُس نے عرض کیا: ہاں! فرمایا تیری ضَرب میری ہی کلائی پر لگی ہے پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنک مارا ہوں۔ (81) (ہم اللہ تعالی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)

سیّد اُونچا ھے: علامہ مقریزی فرماتے ہیں: مجھے رئیس شمس الدین محمد بن عبداللہ عمری نے بیان کیا کہ میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود عجمی کی خدمت میں حاضر ہوا جو قاہرہ کے مُحتَسِب (گورنر) تھے وہ اپنے نائبوں اور خادموں کے ہمراہ سیّد عبدالرحمن طباعی مؤذن کے گھر تشریف لے گئے اُن سے اجازت طلب کی وہ اپنے گھر سے باہر لے گئے تو اُنہیں مُحتَسِب (گورنر) کے اُن کے ہاں آنے پر حیرت ہوئی وہ اُنہیں اندر لے گئے۔ ہم بھی اُن کے ساتھ اندر چلے گئے تو قاضی جمال الدین نے کہا: حضرت مجھے معاف کر دیجئے، اُنہوں نے کہا اچھا جناب کیوں معاف کر دوں؟ اُنہوں نے کہا کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ یعنی ملک ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھے تو آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں یہ کہا یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے کیوں بیٹھے ہیں؟ رات کو میں سویا تو مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے فرمایا: محمود! تو اِس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے یہ سُن کر عبدالرحمن رو پڑے اور کہا: جناب میں کون ہوں کہ نبی کریم ﷺ مجھے یاد فرمائیں۔ یہ سننا تھا کہ تمام حاضرین کی آنکھیں اَشکبار ہو گئیں۔ سب نے سیّد صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آ گئے۔ (82)

سیّدی محمد فارسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیونکہ بظاہر اُن کے اَفعال سنّت کے مخالف تھے۔ خواب میں نبی کریم ﷺ نے میرا نام لے کر فرمایا: اے فلاں کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بُغض رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا کی پناہ یارسول اللہ ﷺ میں تو اُن کے خلافِ سنّت اَفعال کو ناپسند رکھتا ہوں۔ فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے مُلحِق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: یہ نافرمان اولاد ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو اُن میں سے جس سے بھی ملتا اُس کی بے حد تعظیم کرتا۔ (83)

---

80) الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٦، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

81) الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٧، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

82) الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٨، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

83) الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٧، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

سیّد بنایا نہیں جاتا: علامہ ابن حجر ھیتمی فرماتے ہیں کہ عراق کا ایک امیر سادات سے شدید محبت رکھتا تھا اور اُن کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اُس کی مجلس میں جب کوئی سیّد موجود ہوتا تو اُنہیں سب سے آگے بٹھاتا اگرچہ وہاں اُن سے زیادہ مالدار اور بے حد مرتبے والا کوئی دنیادار موجود ہوتا ایک دفعہ ایک سیّد اُس امیر کی مجلس میں آئے اُس وقت وہاں ایک بہت بڑا عالم موجود تھا۔ سیّد صاحب کو بیٹھنے کیلئے جو جگہ ملی وہ عالم سے اُونچی تھی وہ اُس جگہ بیٹھ گئے وہ اُس کے مستحق بھی تھے اور جانتے تھے کہ امیر اُس سے راضی ہوگا اُس سے عالم کے چہرے پر ناگواری (ناپسندیدگی) کے آثار ظاہر ہوئے اور اُس نے نامناسب گفتگو شروع کردی۔ امیر نے اُس کی بات پر توجہ نہ دی اور دوسری بات شروع کردی۔ کچھ دیر بعد حَسبِ معمول بھول گیا تو امیر نے اُس عالم کے بیٹھے کے متعلق پوچھا جو تحصیلِ علم میں مصروف تھا اُس عالم نے کہا کہ وہ مُتون یاد کرتا ہے اَسباق پڑھتا ہے اُس نے یہ پڑھا ہے، وہ پڑھا ہے اُس کا ایک سبق صبح کے وقت مقرّر ہے، ایک سبق دوسرے وقت معیّن ہے، اِسی طرح اُس کے دیگر حالات بیان کرتا رہا۔ امیر نے کہا: کیا تو نے اُس کیلئے ایسا نسب بھی مہیا کیا ہے اور اُسے ایسی شرافت بھی سکھائی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد میں سے ہو جائے؟ عالم اپنی حرکت فراموش کرچکا تھا (بھول چکا تھا) اُس نے کہا: یہ فضیلت فراہم کرنے اور سکھانے سے حاصل نہیں ہوسکتی ہے یہ تو اللہ تعالی کی عنایت ہے اُس میں کسب کو دخل نہیں ہے۔ امیر نے بڑے زور سے کہ:، خبیث! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو تو نے سیّد صاحب کے اُونچی جگہ بیٹھنے کو کیوں ناگوار محسوس کیا؟ بخدا آئندہ تم میری مجلس میں نہیں آؤ گے پھر حکم دیا اور اُسے وہاں سے نکلوا دیا۔[84]

بغداد کے حاکم ابراہیم بن اسحٰق نے ایک رات خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے اُس سے فرمایا: قاتل کو رہا کردو۔ یہ سُن کر حاکم بغداد کانپتا ہوا اُٹھا اور ماتحت عملہ سے پوچھا کہ ایسا کوئی مجرم بھی ہے جو قاتل ہو؟ اُنہوں نے بتایا کہ ہاں ایک ایسا شخص بھی ہے جس پر الزامِ قتل ہے۔ حاکمِ بغداد اُسے میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ اُسے لایا گیا۔ حاکمِ بغداد نے پوچھا: سچ سچ بتاؤ واقعہ کیا ہے؟ اُس نے کہا سچ کہوں گا جھوٹ ہر گز نہ بولوں گا۔ بات یہ ہوئی کہ

"ہم چند آدمی مل کر عیاشی و بدمعاشی کیا کرتے تھے۔ ایک بوڑھی عورت کو ہم نے مقرر کر رکھا تھا کہ جو ہر رات کوئی نہ کوئی عورت لے آتی تھی۔ ایک رات وہ ایک ایسی عورت کو لائی جس نے میری زندگی میں اِنقلاب برپا کردیا بات یہ ہوئی کہ وہ نووارد عورت (نو بیاہتا عورت) ہمارے سامنے آئی تو چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر گئی۔ میں نے اُسے اُٹھا کر دوسرے کمرے لا کر پھر سے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ جب وہ ہوش میں آگئی تو اُس سے چیخنے اور بے ہوش ہونے کی وجہ پوچھی اے نوجوان میرے حق میں اللہ سے ڈر پھر کہتی ہوں کہ اللہ سے ڈر! یہ بڑھیا تو مجھے بہانے ہی بہانے سے اِس جگہ لے آئی، دیکھ! میں ایک شریف عورت ہوں اور سیّد ہوں میرے نانا رسول اللہ ﷺ اور میری ماں فاطمۃ الزہرا ہے۔ خبردار! اِس نسبت کا لحاظ رکھنا اور میری طرف بد نگاہی نہ دیکھنا میں نے جب اُس پاک عورت سے جو سیّدہ تھی یہ بات سنی تو لرز گیا اور اپنے دوستوں کے پاس آکر اُنہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر عاقبت (آخرت) کی خیر چاہتے ہو تو اُس مکرمہ معظمہ خاتون کی بے ادبی نہ ہونے پائے میرے دوستوں نے میرے اِس وعظ سے سمجھا کہ شاید میں اُن کو ہٹا کر خود تنہا میں ارتکابِ گناہ کرنا چاہتا ہوں اور اُن سے دھوکہ کر رہا ہوں اِس خیال سے وہ مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہوگئے، میں نے کہا: میں تم لوگوں کو کسی صورت اِس اَمرِ شَنیع (برے کام) کی اجازت نہیں دونگا، لڑوں گا مر جاؤنگا اِس سیّدہ کی طرف بد نگاہی منظور نہ کرونگا چنانچہ وہ مجھ پر جھپٹ پڑے اور مجھے اُن کے حملے سے ایک زخم بھی آگیا اور اُسی اثناء ایک شخص جو سیّدہ کے کمرے کی طرف جانا چاہتا تھا میرے روکنے پر مجھ پر حملہ آور ہوا تو میں نے اُس پر چھری سے حملہ کر دیا اور اُسے مار ڈالا۔ پھر اُس سیّدہ کو اپنی حفاظت میں لے کر باہر نکلا تو شور مچ گیا، چھری میرے ہاتھ میں پکڑا گیا اور آج یہ بیان دے رہا ہوں۔"

---

[84] الشرف المؤبد لآل محمد للنبهاني، (فصل) في جملة آثار وقصص في اكرام السلف الصالح وغيرهم لهم رضى الله عنهم، ص٩٧، الناشر: مطبعة مصطفى البابي الحلبي، ١٩٠٠ م

حاکمِ بغداد نے کہا: جاؤ تمہیں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے رہا کیا جاتا ہے۔[85] (حجۃ اللہ علی عالمین ص ۸۱۳)

درس عبرت: ہمارے حضور ﷺ اپنی اُمّت کے ہر نیک و بد آدمی اور ہر نیک و بد عمل کو جانتے اور دیکھتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نسبت کے لحاظ و ادب سے آدمی کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ لہذا ہر اُس چیز کا دل میں ادب و احترام رکھنا چاہئے۔ جس کا حضور ﷺ سے تعلق ہو۔

آخری گزارش: ساداتِ کرام سے اپیل ہے کہ وہ اپنی وراثت کی لاج رکھتے ہوئے کردار میں ایسا رنگ دکھائیں کہ جسے دیکھ کر عوام کہیں یہ ہے اولادِ رسول (ﷺ)۔ بس یہی ہماری گزارش ہے اور یہی ہماری آپ حضرات کیلئے تمنّا اور آرزو ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

یکم رمضان ۱۳۸۸ھ

[85] (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، ص٥٧٨، دار الكتب العلمية، بيروت، ٢٠١٥م)